باب: 43

جنید بغدادیؒ

(??? - 910 AD)

نام جنید اور کنیت ابو القاسم ہے۔ آپ بغداد میں پیدا ہوئے اور یہیں سکونت پذیر رہے۔ اسی لیے عرفِ عام میں۔"جنید بغدادی" کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں۔ آپ کے والد کا نام محمد، جب کہ دادا کا نام جنید ہی تھا۔ آپ کی سنِ ولادت تقریباً تیسری صدی ہجری کہی جاتی ہے کہ جب اسلامی علوم نقطۂ عروج پر تھے۔ اُن دنوں عباسی خلیفہ، مامون الرشید کے دینی اور علمی مشاغل سے لگاؤ کے نتیجے میں بغداد میں بڑے بڑے علماء و فضلاء جمع ہو کر دین و ملت کی خدمت میں مصروف تھے۔

جنابِ جنید کی بنیادی تعلیم و تربیت، آپ کے ماموں شیخ سری سقطیؒ کے ہاتھوں ہوئی۔ شیخ سقطیؒ آپ کے مرشد بھی تھے۔ ان ہی کے ساتھ آپ نے سات سال کی عمر میں حج بھی ادا کیا۔ آپ نے فقہ کی تعلیم ابو ثورؒ سے حاصل کی جب کہ آپ کے تصوف کے استاد حضرت حارث محاسبی تھے۔ علوم دین کی تکمیل کے بعد زہد و عبادت اور تسبیح و تقدس کی طرف زیادہ رغبت رہی لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ دنیا کے کاروبار میں بھی اس کا حق ادا کرتے رہے۔ آبائی طور پر شیشے کی تجارت ہوتی تھی لیکن خود آپ نے کپڑے کا کاروبار کرنا پسند کیا اور اسی میں مصروف رہے۔

جنید بغدادی، اپنے استاد حارث محاسبی سے تصوف کے مسائل پر اکثر بحث کیا کرتے تھے۔ اس کے نتیجے میں آپ کے پاس اس مضمون کا بہت کچھ علم جمع ہو گیا تھا۔ جسے بعد میں آپ نے کتاب کی صورت میں تحریری طور پر محفوظ کر دیا۔ اپنے استاد کے ساتھ ساتھ خود آپ کو بھی مسائلِ تصوف کا سب سے بڑا امام تسلیم کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں لوگ آپ کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ تصوف ہی کے ضمن میں آپ کو "سید الطائفہ "یعنی صوفیوں کے سردار کے لقب سے نوازا گیا۔ اس کے علاوہ آپ "طاؤس الفقراء" کے نام سے بھی یاد کیے جاتے ہیں۔

علم تصوف پر تصنیفات کا آغاز آپ ہی کے زمانے سے ہوا۔ تذکرۃ الاولیاء میں خواجہ فرید الدین عطار کہتے ہیں کہ جس شخص نے سب سے پہلے "علم اشارہ" کی اشاعت کی وہ جنید بغدادیؒ تھے۔ آپ ہی وہ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے کہا کہ شریعت اور طریقت، اسلام کی دو مختلف راہیں نہیں بلکہ ایک ہی تعلیم کے دو پہلو ہیں۔

آپ ہی کے زمانے میں علم دینی کی توضیح کرتے ہوئے کہا گیا کہ علم کے دو پہلو ہیں۔ ایک ظاہری اور دوسرا باطنی۔ ظاہری سے مراد "شریعت" ہے اور باطنی سے مراد "طریقت"۔ یہ رائے بھی قائم کی گئی کہ باطنی علوم سب سے پہلے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہ نے حاصل کیے۔ پھر اُن سے حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے حاصل کیا اور پھر تمام بزرگانِ دین سینہ بہ سینہ حاصل کرتے چلے آرہے ہیں۔ اسی لیے علم تصوف کو "علم سینہ" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

جنید بغدادیؒ کے مطابق ہر بُری بات سے دور رہنا اور ہر اچھے اخلاق کو اختیار کرنا تصوف ہے۔ آپ کا کہنا ہے کہ "۔۔ تصوف کا علم کتاب و سنت سے باہر نہیں۔ جس نے قرآن مجید نہیں پڑھا اور حدیث نہیں پڑھی وہ تصوف پر بات کرنے کا اہل نہیں۔ اہلِ تصوف کا سب سے بڑا سرمایہ اس کا اپنا فقر یعنی درویشی ہے۔ فقر تمام شکلوں سے دل کو خالی کر دینے کا نام ہے۔ فقراء، اللہ تعالیٰ کی معیت ہی سے پہچانے جاتے ہیں۔ اور اسی سبب سے ان کی عزت ہوتی ہے۔ پس ایک صوفی کا اللہ تعالیٰ سے رشتہ نہایت مضبوط اور استوار رہتا ہے۔۔"۔

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ "چونکہ سب چیزوں کی اصل ذات، اللہ تعالیٰ ہے اس لیے علیحدگی کے بعد آخر کار وہ پھر اسی ذات کی طرف عَود کریں گے تاکہ پھر اس سے مل جائیں۔ نیز صوفی مقامِ فنا میں یہی درجہ حاصل کرتا ہے"۔ حالتِ وصل کے بارے میں آپ کہتے ہیں "۔۔ اُس وقت تجھ سے خطاب کیا جائے گا اور مخاطب بھی تو خود ہی ہوگا، تجھ سے تیرے حالات دریافت کیے جائیں گے، اور دریافت کرنے والا بھی تو خود ہوگا، برکات کا فیضان ہوگا اور دونوں جانب سے اقرار و اعتراف ہوں گے، ایمان کی قوتِ پیہم بڑھتی چلی جائے گی اور رحمتوں کا لگاتار نزول ہوگا۔۔"۔

عبدیت کی تعریف میں آپ فرماتے ہیں کہ "۔۔ ظاہر و باطن میں ہر طرح کی رضا پر راضی رہنا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری محبت کے ساتھ اقتدا کرنا عبدیت ہے۔۔"۔

آپ فرماتے ہیں کہ "۔۔ جو آنکھ اللہ کی قدرت اور حکمت کو نہ دیکھے اس کا اندھا ہونا بہتر ہے۔ جو زبان ذکرِ حق میں مصروف نہ ہو اس کا گونگا ہونا اچھا ہے۔ اور جو کان حق بات نہ سنے اس کا بہرہ ہونا اچھا ہے۔ اور جو بدن اس کی خدمت نہ کرے اس کا مر جانا بہتر ہے۔۔"۔